

<"xml encoding="UTF-8?>



بائیسوں پارے کا مختصر جائزہ:

بائیسوں پارے کے چیدہ نکات

اس پارے کے ضمن میں سورہ سبا، فاطر، یسین کا ذکر کیا جائے گا۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الْرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرُكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ سورة الأحزاب

صحیح مسلم ج ۲ ق ۱۱۶۲ اھ میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ہے جب رسول اکرم نے زیر کسائے علی B اور فاطمہ (س) اور حسنین کو جمع کر لیا تھا یہی بات ترمذی اور مسند احمد میں بھی پائی جاتی ہے بلکہ تفسیر طبری میں تو ابوسعید خدري سے روایت ہے کہ جناب ام سلمہ نے زیر کسائے آنے کی درخواست کی تو رسول اکرم نے فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر ہے لیکن چادر میں تمہاری گنجائش نہیں ہے۔

اس مقام پر بعض مفسرین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ جب آیت ازواج کے تذکرہ کے ذیل میں وارد ہوئی ہے تو ان کے خارج کرنے اور دیگر حضرت کے مراد لینے کا جواز کیا ہے؟ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اول تو سیاق آیات سند نہیں ہوا کرتا ہے اس لئے کہ قرآن کوئی تصنیف یا تالیف نہیں ہے کہ اس میں ان باتوں کا لحاظ رکھا جائے؛ اس میں ایسے بے شمار مقامات ہیں جہاں ایک تذکرہ کے بعد دوسرا تذکرہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر بات پلٹ کر وہیں پہنچ جاتی ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ آیت تطہیر کا عنوان اہل البيٹ ہیں جو ازواج اور نساء سے مختلف عنوان ہے، اور تیسرا بات یہ ہے کہ روایات صریحہ اور صحیحہ کے ہوتے ہوئے سیاق سے استدلال کرنا عقل ومنطق کے خلاف ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ ﴿٥٣﴾ سورة الأحزاب

اصحاب کی عادت تھی کہ پرانے طریقہ کے مطابق گھروں میں گھس جاتے تھے اور انتظار کرتے تھے کہ کھانا پک جائے تو کھائیں اور پھر بیٹھ کر میٹنگ کریں، پروردگار نے منع کر دیا کہ یہ بات خلاف ادب ہے اور اس طرح پیغمبرؐ

کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ از راہ حیا تمہیں نکال بھی نہیں سکتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلِّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُوْا عَلَيْهِ وَسَلَّمُوا تَسْلِيْمًا ۝ ۵۶ سورہ الأحزاب

صلوات خدا کی طرف سے رحمت ملائکہ کی طرف سے تو صیف و تزکیہ اور مؤمنین کی طرف سے دعائے رحمت کے معنی میں ہے، مالک کائنات نے رسول پر صلوٰت بھیجنے کا حکم دیا ہے، اب یہ رسول کی ذمہ داری ہے کہ وہ طریقہ کی تعلیم دیں جیسا کہ صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے صلوٰت کا طریقہ تعلیم دیتے ہوئے آل کو بھی شامل فرمایا ہے اور مفسرین نے بھی اس حدیث کا اقرار کیا ہے، جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں صرف صلی اللہ علیہ وسلم کہنا اور آل کو خارج کر دینا ایک بدترین بدعت ہے جس کا ارشاد پیغمبر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكَبُرُوا لِلَّذِينَ اسْتَصْعِفُوا أَنْحُنْ صَدَّنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِينَ ۝ ۳۲ سورہ

سیا

یہ ہر دور میں بڑے لوگوں کا طرز عمل رہا ہے کہ پہلے جاہل افراد کو دھوکہ دے کر اپنے ساتھ کر لیتے ہیں اور جب کام بگڑ جاتا ہے تو اپنے کو بالکل بڑی الذمہ ثابت کر کے الگ ہو جانتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور یہ جاہلوں کی جہالت ہوتی ہے کہ اس کے باوجود ان کے پیچھے لگے رہتے ہیں لیکن یہ سب اس دار دنیا تک ہے، آخرت کا عذاب سامنے آتے کے بعد یہ سارے فلسفے ختم ہو جائیں گے اور کسی کی ہوشیاری یا بیوقوفی کام نہ آئے گی اور عذاب کی شدت دیکھ کر سب ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرائیں گے اور جاہلوں کا دعوی یہ ہوگا کہ یہ بڑے لوگ نہ ہوتے تو ہم راہ راست پر آ جاتے ہمیں تو ان بڑے لوگوں نے گمراہ کیا ہے، دار دنیا میں اس صورت حال کا ایک نقشہ شہادت امام حسین کے بعد دیکھا گیا ہے کہ قتل تک سب عید منا رہے تھے اور قتل کے بعد یزید، ابن زیاد، شمر، سب نے ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرانا شروع کر دیا اور کوئی اس واقعہ کی ذمہ داری لینے کیلئے تیار نہ تھا جب کہ قیامت میں سب کو اس کی سزا برداشت کرنا پڑے گی۔

أَفَمَنْ زُيْنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُفْلِحُ مَنْ يَسَّأَ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا تَذَهَّبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ ۸۷ سورہ فاطر

شیطان کے گمراہ کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ بڑے اعمال کی دعوت نہیں دیتا ہے کہ انسان کسی وقت بھی متوجہ ہو گیا تو اس کے راستے سے برگشته ہو جائے گا اور اسے دوبارہ محنت کرنا پڑے گی بلکہ وہ پہلے بڑے عمل کو کسی نہ کسی شکل میں عمل خیر بنا کر پیش کرتا ہے اس کے بعد انسان کو دعوت عمل دیتا ہے کہ اس طرح انسان کو جس قدر بھی عمل خیر کا شوق ہوگا اسی راستہ پر چلتا رہے گا بلکہ تیز تر چلتا رہے گا اور شیطان کو مزید محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ عمل سے بڑا ہنر علم ہے اور علم کے بغیر کسی عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے، انسان کسی وقت بھی عمل قبیح کو عمل حسن تصور کر سکتا ہے اور اسی بنا پر اسے اختیار کر سکتا ہے اور اس طرح ساری زندگی گمراہی اور تباہی میں گزر جائے گی اور وہ اپنی دانست میں خوش اور خوشحال ہی رہے گا۔

سورہ یس۔ یہ وہ مبارک سورہ ہے جسے روایات میں قلب قرآن سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کے تلاوت کرنے والے سے خیر دنیا و آخرت کا وعدہ کیا گیا ہے بشرطیکہ تلاوت صرف برائے تلاوت نہ ہو اور انسان اس کے معنی و مفہومیں پر بھی نظر رکھے بلکہ اس عہد الہی کو بھی یاد رکھے جو اس کی فطرت سے لیا گیا ہے کہ شیطان کی عبادت نہ کرے گا اور رب العالمین کی عبادت سے انحراف نہ کرے گا۔

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَا فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝ ۱۲۶ سورہ یس

روایات میں امام مبین سے مراد ائمہ طاہرین ؑ کی ذوات مقدسہ کو لیا گیا ہے جنہیں پروردگار عالم نے اپنے علوم کا مخزن اور اپنی مشیت کامحل و مرکز قرار دیا ہے۔